قرآن مجید میں امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کی طرف مضاف لفظ

ذنب

کے معنی کے تعین پر ایک یادگار منفرد تحقیقی اور

نادر، بے لاگ علمی تبصرہ

عصمۃ النبی المصطفیٰ ﷺ

یعنی حل

معرکۃ الذنب

از قلم:

عالم ربانی عارف یزدانی محقق لاثانی حضرت علامہ مولانا

غلام مہر علی

دامت برکاتہم العالیہ

مہتمم دارالعلوم نورالمدارس صدر عیدگاہ چشتیاں شریف ضلع بہاول نگر

قرآن مجید میں امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کی طرف مضاف لفظ
ذنب
کے معنی کے تعین پر ایک یادگار منفرد تحقیقی اور
نادر، بے لاگ علمی تبصرہ
عصمۃ النبی المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
یعنی حل
معرکۃ الذنب
از قلم:
عالم ربانی عارف یزدانی محقق لاثانی حضرت علامہ مولانا
غلام مہر علی
دامت برکاتہم العالیہ
مہتمم دار العلوم نور المدارس صدر عیدگاہ چشتیاں شریف ضلع بہاول نگر

☆☆☆☆☆☆

نام کتاب .... معرکۃ الذنب

نام مصنف .... علامہ غلام مہر علی

اشاعت اول ۱۹۹۹ء

تعداد .... ایک ہزار

صفحات ۱۳۶

کمپوزنگ .... قاری احمد رضا، اسلام آباد

مطبع ....

☆☆☆☆☆

لفظ ذنب

فساد ھذہ الامت مولوی محمد زبیر حیدر آبادی کے رسالہ "مغفرت ذنب" میں حضور فخر عصمت جمیع المؤمنین ﷺ کے لئے وارد لفظ ذنب کا غلط معنی "گناہ" خطا، لغزش یا بتاویل خلاف اولیٰ کے جواز یا عدم جواز کے متعلق آج کل قلمی جنگ اسی لفظ کے معنی و مفہوم کا تعین ہے۔ جس کے متعلق ہم کچھ تفصیل سے گفتگو کرتے ہیں مگر پہلے ایک حدیث پڑھ لیجئے کہ سرور کون و مکان کے متعلق گناہ یا خلاف اولیٰ، لغزش، خطا اور اس کی بخشش و معافی کا ہونا اور آپ کے لئے یہ لفظ لکھنا بولنا تو در کنار، آپ کے بارے دل میں ایسا ظن آنے سے بھی آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

حضور ﷺ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں مسجد شریف نبوی میں اعتکاف بیٹھے تھے کہ ام المؤمنین صفیہ کسی کام کے لئے آپ کے پاس مسجد میں حاضر ہوئیں۔ جب واپس ہونے لگیں تو انہیں دروازے تک چھوڑنے کے لئے خود حضور ﷺ بھی ساتھ ہو لئے۔ مسجد کے دروازہ تک دونوں پہنچے ہی تھے کہ دو صحابی اسید بن حضیر اور عباد بن بشر آپ ﷺ کے پاس سے گزرے اور انہوں نے آپ کو سلام عرض کیا تو آپ نے انہیں فرمایا کہ ذرا ٹھہرو۔ پھر انہیں فرمایا کہ میرے ساتھ یہ صفیہ بنت حیّ ہے تو انہوں نے عرض کی سبحان اللہ یا رسول اللہ (پاک ہے اللہ یا رسول اللہ) اور ان دونوں صحابیوں کو حضور ﷺ کا یہ تسلی دلانا کہ میرے ساتھ یہ کوئی غیر عورت نہیں میری بیوی صفیہ ہے۔ اپنے لئے خطرناک محسوس ہوا کہ ہم سچے مومن ہیں اور کوئی بھی مومن اپنے نبی کے بارے کسی سے نا مناسب کام کا تصور بھی نہیں کر سکتا تو سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان میں خون کی طرح چلتا ہے وانی خشیت ان یقذف فی قلوبکما شیئاً مجھے خطرہ ہوا کہ شیطان تمہارے دلوں میں میرے بارے کسی تہمت کے کام کا وسوسہ نہ ڈال دے (بخاری ج ۲ ص ۲۷۲ کتاب الصوم باب الاعتکاف) اس حدیث کی شرح میں امام بدر الدین عینی حنفی عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں قال الشافعی معناہ انہ خاف علیھما الکفر لو ظنا بہ ظن التہمۃ فبادر الیٰ اعلامھما بمکانھما نصیحۃً لھما (حاشیہ بخاری ص مذکورہ) امام شافعی کہتے ہیں کہ آپ نے انہیں روک کر یہ اس لئے فرمایا کہ اگر ان کے دل میں میرے متعلق کوئی غلط ظن بھی ہو گیا تو یہ صحابی کافر ہو جائیں گے۔ محرر سطور کہتا ہے کہ ان صحابہ کا حضور ﷺ کے ہر قسم کے گناہ سے پاک ہونے کا اعلان سبحان اللہ سے کرنا صاف بتا رہا ہے

کہ اللہ کا پاک ہونا حضور کا پاک ہونا ہے اور حضور کا پاک ہونا اللہ کے پاک ہونے کی دلیل ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی سبحانیت (پاک ہونے) کے مظہر اتم ہیں اور اللہ تعالیٰ کا پاک ہونا آپ کے پاک ہونے میں ظاہر ہے۔ لہٰذا جو شقی عالم ہو یا جاہل، محدث ہو یا استاذ، شاہ کہلائے یا شیخ الشیوخ، مفسر ہو یا علامہ، حضور ﷺ کے لئے لفظ گناہ بولے لکھے پھر اس کی کوئی بھی وجہ بتاتا پھرے وہ اللہ تعالیٰ کو گناہ کا الزام لگاتا ہے۔ کافر ہے، مرتد ہے اور ملعون ہے۔ کیونکہ وہ خود اللہ تعالیٰ کو بھی سبحان (پاک) نہیں مانتا اور جب حضور ﷺ کے متعلق گناہ یا نبوت کے لئے غلط کام یا خلاف اولیٰ کا ظن کرنے سے صحابہ کے کافر ہو جانے کا بھی امکان ہے تو یہ شقی علماء، ولی اللہ و تھانوی و محمود الحسن دیوبندی، محمد زبیر ابلہ رکنی اور فتح محمد جالندھری جو لفظ ذنب کے بہانے آپ کے لئے لفظ "گناہ" لکھ رہے ہیں اور وہ مفسرین جو حضور ﷺ کے لئے اس سب سے گندے لفظ کے جواز کی تاویلات و بہانے بنا رہے ہیں ان کے پاس کون سا کفر پروف جبہ ہے کہ وہ کافر نہیں ہو سکتے۔

لفظ ذنب کے معانی اور بلحاظ موقعہ ان کا تعین قرآن مجید میں مادہ لفظ ذنب بفتح ذال و سکون و فتح نون مختلف صورتوں سے ۴۰ بار استعمال ہوا ہے اور کتب لغت میں تقریباً اس کے ۳۰ معانی لکھے گئے ہیں۔ یہ لفظ غیر انبیاء کے لئے ۳۶ جگہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ایک بار اور حضرت معدن تقویٰ ہر متقی ﷺ کے لئے ۳ جگہ وارد ہوا ہے۔ غیر انبیاء کے لئے اس کا ترجمہ معصیت اور معصیت کا ترجمہ فارسی اور اردو میں گناہ کا آیا ہے مگر حضرات انبیائے کرام علیہم السلام چونکہ گناہ سے معصوم ہوتے ہیں لہٰذا ان کی ذوات مقدسہ کے لئے وارد اس لفظ کا معنی گناہ کرنا بتاویل ہو یا بلا تاویل ہر صورت حرام اور انکار اجماع امت و کفر ہے، لفظ ذنب بفتحہ ذال و سکون نون اسم بھی ہے اور بروزن ضرب یضرب و نصر ینصر مصدر بھی ہے۔ بصورت اسم اس کا معنی معصیت، نافرمانی و گناہ کا آتا ہے مگر بصورت مصدر اس کا معنی تابعداری و فرمانبرداری کا آتا ہے۔ تمام کتب لغت میں ہے ذنبہ ُ ذنباً تبعہ فلم یفارق اثرہ۔ یعنی ذنب کا معنی ہے ایسی تابعداری کرنا کہ متبوع کا نقش قدم نہ چھوڑے (منجد۔ قاموس۔ لسان العرب) اور صاحب تفسیر روح البیان کی غلط توجیہات کے آخر میں اس کی ہمارے نزدیک قدرے مناسب اس توجیہ کے بھی موافق ہے۔ فمن صحت له متابعة النبی علیه السلام اثابه الله مغانم کثیرة و فتوحات فان حسن المتابعة سبب لفیضان الانوار الالـهیة بواسطة روحانیة النبی علیه السلام (روح البیان

ج ۹ ص ۱۰) یعنی آپ کی متابعت اور آپ کے سبب سے آپ کی تابعین پر غنائم و فتوحات (مغفرت و جنت) کے دروازے کھلتے ہیں اور کبھی اس لفظ ذنب بفتحہ ذال و سکون نون کو ذنب بفتحہ ذال و نون جس کا معنی دم اور پیچھے لگنے والی چیز ہے سے مشتق مان کر ذنب کا معنی الزام کا بھی کیا جاتا ہے کیونکہ الزام بھی پیچھے لگا دیا جاتا ہے ۔

بحرالعلوم علامہ عبدالنبی احمد نگری اپنی متداول و متند بین العلماء کتاب " دستور العلما" میں لکھتے ہیں۔ ان الاشتقاق علیٰ ثلثۃ انواع۔ صغیر و کبیر و اکبر ۔ اما الاشتقاق الصغیر فکون اللفظین المتناسبین فی احد المدلات الثلثۃ و مشترکین فی الحروف و الترتیب کضرب من الضرب و اما الاشتقاق الکبیر فھو ان تکون بینھما مناسبۃ ومشارکۃ فی الحروف دون الترتیب کجبذ و جذب ۔ و اما الاشتقاق الاکبر فھو ان تکون بینھما مناسبۃ و مشارکۃ فی اکثر الحروف مع تقارب ما بقی فی المخرج کنعق من نہق (دستور العلماء ج ا ص۱۱۹)۔

واضح رہے کہ اشتقاق کبیر کو اشتقاق اوسط بھی کہتے ہیں ۔ (دیکھو ردالمحتار ج ا ص۶۸) تو ذنب اور ذنب کو بطور اشتقاق صغیر ایک دوسرے سے مشتق مان کر ذنب کا معنی ذنب ۔ پیچھے چمٹ جانے اور لازم ہو جانے والی چیز کا ملحوظ کر کے ذنب کا معنی لازم و الزام کا ہو سکتا ہے نیز یہ بھی واضح رہے کہ مصدر بہ معنی اسم فاعل جیسے عدل بہ معنی عادل اور واحد مثلاً عادل بول کر اس سے مراد جنس عادل یعنی عادلین بھی استعمال لغت عرب ہے ۔قرآن مجید میں الانسان واحد سے جنس انسان یعنی جمع انسان مراد ہونا اکثر وبیشتر مستعمل ہے ۔تو ذنب مصدر بہ معنی تابعداری کرنا سے ذانب تابعداری کرنے والا اور اس سے ذانبین مراد ہونا یہ کوئی بعید تاویل نہیں بلکہ عام استعمال لغت و مقتضائے لسان عرب ہے (دیکھو فقہ اللغۃ ثعالبی ص۱۸۶ و ص۲۰۱)۔

تو روز روشن کی طرح واضح و ثابت ہوگیا کہ ذنب کا معنی معصیت ، گناہ بھی ہے اور تابعداری کرنے والے ، پیروکار ، نقش قدم پر چلنے والے متبعین بھی ہے اور الزام بھی ہے۔

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے وارد لفظ ذنب کا معنی

عصمت انبیا امت کا قطعی اجماعی عقیدہ ہے اور جس طرح نص قطعی قرآن مجید کا منکر کافر ہے اور حدیث متواتر کا منکر کافر ہے اسی طرح ضروریات دین عصمت انبیا اور اجماع عقلی قطعی بر عصمت انبیا کا منکر بھی کافر ہے ۔ عصمت انبیا کے اجماعی قطعی ہونے

کے متعلق تفسیر جلالین کی تصریح و عبارت گزر چکی ہے ، پڑھ لیں ! اور عصمت کا معنی ہی یہ ہے کہ معصوم سے گناہ سرزد ہی نہیں ہوسکتا تو عصمت و گناہ ضدین ہیں اور الضدان لا یجتمعان ضدین جمع نہیں ہوسکتیں تو نبوت و گناہ جمع نہیں ہو سکتے ۔ یعنی نبی گنہگار نہیں ہو سکتا اور گنہگار نبی نہیں ہوسکتا۔ جو شخص کسی مقدس نبی کو گنہگار سمجھتا ہے یا لکھتا ہے خواہ بتاویل گنہگار سمجھے ، لکھے یا بتائے وہ نبی کی نبوت کا منکر ہے ۔ تو نبی کی نسبت لفظ ذنب کا معنی باضافت حقیقیہ الی النبی گناہ نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے متبادل معانی پیروکاران ، متبعین یا الزام کے ہوں گے ۔ اور یہ امر قطعی ہے اور اس کا منکر شقی و جاہل ہے ۔ اب دیکھئے یہ لفظ موسیٰ علیہ السلام کے لئے اس طرح وارد ہے ۔ ولھم علی ذنب فاخاف ان یقتلون (پارہ ۱۹ سورہ شعراء) اور ان کا مجھ پر ایک الزام ہے تو مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ یہاں یہ صرف الزام کا معنی ہو سکتا ہے ، گناہ اس لئے نہیں کہ آپ معصوم ہیں اور تابعداری کرنے والے اس لئے نہیں ہوسکتا کہ علیّ بہ معنی "مجھ پر" سے مطابقت نہیں رکھتا ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات ولھم علی ذنب اللہ تعالیٰ سے اس وقت عرض کی تھی جب آپ ایک کافر کو جائز طور پر قتل کرکے مدین گئے اور مدین سے واپسی کے سفر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلان نبوت کا حکم فرمایا تھا تو یہاں ذنب کا ذنب سے اشتقاقی معنی الزام کا ہی متعین ہے ، گناہ و جرم نہیں ۔کیوں کہ نبی کے لئے کافر کو قتل کرنا حلال تھا ، گناہ و جرم نہیں تھا ۔ لہٰذا اصل فساد شیخ احمد اور اس کے بیٹے رفیع الدین اینڈ عبدالستار وہابی کراچوی کا یہ ترجمہ کہ" ان کو اوپر میرے ایک گناہ ہے " اور اشرفعلی کا یہ ترجمہ کہ" ان لوگوں کا میرے ذمہ ایک جرم ہے" گستاخیٔ نبوت بھی ہے اور انکار عصمت نبی بھی اور اللہ تعالیٰ کی تغلیط بھی کہ معاذ اللہ موسیٰ علیہ السلام اقراری مجرم بنے اور اللہ تعالیٰ نے ایک اقراری مجرم و گنہگار کو نبوت دے دی ۔

دارالعلوم دیوبند کے دار الجہل محمود الحسن کا یہ ترجمہ کہ"ان کو مجھ پر گناہ کا دعویٰ ہے" بھی غلط ہے ۔کیونکہ بقول دیوبندیہ کے بیٹی بھائی قاضی محمد سلیمان منصور پوری مصنف " رحمت اللعالمین "(ج ۳ ص ۸) الزام اور دعویٰ میں فرق ہے ۔ الزام بلا ثبوت بھی ہوسکتا ہے مگر دعویٰ بغیر سرسری ثبوت کے دعویٰ نہیں کہلا سکتا۔ موسیٰ علیہ السلام پر نا حق قتل کا ان کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا ۔ لہٰذا اسے الزام تو کہا جاسکتا ہے دعویٰ نہیں ۔ منصور پوری بھی جاہل ہے ، اسے اشتقاق اوسط کہتا ہے حالانکہ یہ اشتقاق صغیر ہے ، اوسط نہیں ۔ وہابیت کے یہی نتائج ہوتے ہیں ۔